Pathway to Ilm | Islamic Lifestyle & Motivation

PATHWAY TO ILM

ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 09 | رمضان 1446 / مارچ 2025

ہمارا نواں نیوز لیٹر!

رمضان روحانی ترقی اور تقویٰ کا مہینہ ہے

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں اور سب سے بابرکت مہینہ ہے۔ یہ محض روزے رکھنے کا نہیں بلکہ روحانی پاکیزگی، خود احتسابی اور اللہ سے قرب حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ اس میں مسلمان صرف بھوک اور پیاس برداشت نہیں کرتے، بلکہ نماز، تلاوت، صدقہ اور دیگر عبادات کے ذریعے اپنے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَـٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا، ہدایت ہے لوگوں کے لیے اور کھلی نشانیاں راستہ کی اور حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا رمضان کا روزہ ہر بالغ اور تندرست مسلمان پر فرض ہے اور یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ لیکن روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں، بلکہ اس کا اصل مقصد دل میں تقویٰ یعنی اللہ کا خوف اور نیکی کی رغبت پیدا کرنا ہے۔ یہی چیز انسان کو گناہوں سے بچاتی اور اللہ کے قریب کرتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کو صاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔

روزہ محض بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا عمل نہیں، بلکہ ایک روحانی درس ہے جو دل و دماغ کو تقویٰ کی روشنی سے منور کرتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا: " لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ "تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اگر ہم اللہ کے حکم پر جائز چیزوں سے رک سکتے ہیں، تو ناجائز چیزوں سے بچنا تو اور بھی ضروری ہے۔ یہ ضبطِ نفس کی ایسی تربیت ہے جو ہمیں لمحہ بہ لمحہ اللہ کی یاد میں جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "روزہ ایک ڈھال ہے" (صحیح البخاری: 1894)، یعنی ایک ایسا حصار جو نفس کی سرکشی کو قابو میں رکھتا ہے، خواہشات کے طوفان میں ایمان کی شمع کو بجھنے نہیں دیتا، اور دل میں اللہ کی محبت اور نافرمانی کا خوف بیدار کرتا ہے۔

روزہ ہمیں ہر آن ہر لمحہ یہ احساس دلاتا ہے کہ ہم اللہ کے محتاج ہیں اور جو نعمتیں ہمیں میسر ہیں، وہ اس کا خاص انعام ہیں۔ بھوک اور پیاس سے ہمیں غریبوں اور ضرورت مندوں کے دکھ درد کا استحضار رہتا ہے اور دل میں رحم، سخاوت اور ایثار کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ یہی احساس حقیقی تقویٰ کی بنیاد ہے، جو انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا تقویٰ عطا فرمائے، ہمارے گناہ معاف کرے، اپنی بے پناہ رحمت ہم پر نازل کرے اور اس مبارک مہینے کو ہمارے لیے جنت کا ذریعہ بنادے۔ آمین!

مولانا محمد یوسف

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

45	44	43	42	41
قرض دینے کے بعد تنگدست کو مہلت دینا	ماں باپ کی اطاعت کرنے والا	یتیم کی کفالت کرنے والا	عمدہ اخلاق کا ہونا	اپنے ہاتھ سے ظلم روکنے والا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

خانۂ کعبہ کی تعمیر نو اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ

روئے زمین پر اللہ کا پہلا گھر خانہ کعبہ ہے۔اس کی اب تک پانچ بار تعمیر ہو چکی ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رہنمائی میں اس کی بنیاد رکھی اور طواف کیا یوں یہ عبادت کا پہلا مرکز بنا۔ وقت کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں یہ عمارت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ بعدازاں اللہ کے حکم پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اسی مقام پر اس کی تعمیر نو کی، جس کی نشان دہی جبرائیلؑ نے کی تھی۔

تیسری بار کعبہ کی تعمیر اس وقت ہوئی جب نبوت سے قبل قریش نے اس کی بوسیدہ حالت دیکھ کر اسے از سرِ نو بنانے کا ارادہ کیا۔ابو وہب بن عمرو مخزومی نے مشورہ دیا کہ اس مقدس کام میں صرف حلال کمائی استعمال کی جائے۔ قریش کے ہر قبیلے کو تعمیر کا ایک مخصوص حصہ سونپا گیا اور وسائل کی فراہمی کے لیے مختلف ذرائع بروئے کار لائے گئے۔ جدہ کے ساحل پر تباہ ہونے والے ایک جہاز کی لکڑیاں بھی اس مبارک تعمیر میں کام آئیں۔

ولید بن مغیرہ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو گرانے کا آغاز کیا اور اللہ جل جلالہ سے دعا کی: ''اے اللہ! ہمارا ارادہ صرف بھلائی کا ہے۔'' یعنی، معاذ اللہ، ہم کعبہ کو منہدم کرنے میں کسی بھی قسم کی بدنیتی نہیں رکھتے۔ یہ کہہ کر، اس نے حجر اسود اور رکن یمانی کے حصے سے کعبہ کو گرانا شروع کیا۔ جب وہ صحیح سلامت رہا تو دیگر لوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ کی بنیاد پر دوبارہ تعمیر کیا، مگر زمین میں گہرائی تک کھودنے پر ایک جھٹکا محسوس ہوا تو وہ مزید کھدائی سے رک گئے۔

جب حجر اسود کو اس کی جگہ رکھنے کا وقت آیا تو قریش کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز دی کہ جو شخص صبح سب سے پہلے حرم میں داخل ہو، اسی کو ثالث مان لیا جائے۔ اگلی صبح جب لوگ حرم میں پہنچے تو دیکھا کہ سب سے پہلے داخل ہونے والے کوئی اور نہیں بلکہ خود محمد ﷺ تھے۔ جیسے ہی ان کی نظر آپ ﷺ پر پڑی، سب نے یک زبان ہو کر پکارا:

هذا محمد الأمين رضينا هذا محمد الأمين

''! یہ محمد، امین ہیں۔ ہم ان سے راضی ہیں، یہ تو محمد، امین ہیں''

رسول اللہ ﷺ نے اس تنازعے کے حل کے لیے ایک چادر بچھائی اور اس پر حجر اسود رکھا، پھر ہر قبیلے کے سردار کو چادر کا ایک کنارہ پکڑنے کو کہا تاکہ سب اس مبارک پتھر کو اس کی جگہ تک پہنچانے میں شریک ہو سکیں۔ جب وہ اسے مقررہ جگہ تک لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے اٹھا کر نصب فرما دیا۔ چوتھی بار خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں ہوئی، جبکہ پانچویں بار حجاج بن یوسف نے اس کی تعمیر کی۔

حوالہ: محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ (صفحہ: 36-34)

حدیث

«إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنْ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

بے شک اللہ علم کو بندوں کے دلوں سے یوں نہیں نکالے گا کہ اسے یکدم چھین لے، بلکہ علم کے اٹھنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اللہ علماء کو دنیا سے اٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنے پیشوا بنا لیں گے۔ پھر ان سے سوالات کیے جائیں گے، اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، جس کے نتیجے میں وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح البخاری: 100)

قضاء، کفارہ، اور فدیۃ صوم

فدیۃ الصوم (روزوں کا بدل)

وہ لوگ جو بڑھاپے یا دائمی بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کے قابل نہیں ہوتے، ان کے لیے فدیۃ الصوم ایک متبادل ہے، جو رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی جگہ ادا کیا جاتا ہے۔

کن لوگوں پر فدیہ لازم ہوتا ہے؟

فدیہ ان افراد پر واجب ہوتا ہے جو شدید بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہوں اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، یا وہ جو کسی ایسی دائمی بیماری میں مبتلا ہوں جس کا کوئی علاج نہ ہو اور ڈاکٹرز کے مطابق ان کے لیے روزہ رکھنا ممکن نہ ہو۔ ایسے افراد کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، وہ اس کے بدلے فدیہ ادا کریں گے۔ تاہم، اگر کوئی شخص کسی عارضی بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکا، مگر بعد میں صحت یاب ہو گیا، تو وہ اپنے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں قضا کرے گا۔

نوٹ: اگر کوئی شخص وقتی بیماری کی حالت میں فدیہ دے دے اور بعد میں صحت یاب ہو جائے، تو اسے پھر بھی روزے قضا کرنے ہوں گے، اور پہلے دیا گیا فدیہ صدقہ شمار ہوگا۔

فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

فدیہ کی مقدار صدقۃ الفطر کے برابر ہے، جو کہ حنفی مذہب کے مطابق نصف صاع (تقریباً 1.633 کلو گرام گندم کا آٹا) ہے۔ متبادل کے طور پر، ہر چھوٹے ہوئے روزے کے بدلے میں کسی غریب شخص کو روزانہ دو وقت کا کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص 30 دن کے روزے نہیں رکھ سکا اور بعد میں ان کی قضا کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا، تو وہ یا تو ایک غریب شخص کو 30 دن تک روزانہ دو وقت کا کھانا کھلائے یا ایک دن میں 30 غریب افراد کو دو وقت کا کھانا فراہم کرے۔

قضا اور کفارہ

قضا کا مطلب ہے کسی روزے کے ٹوٹ جانے کی صورت میں بعد میں اس کی تلافی کے لیے ایک دن کا روزہ رکھنا، جبکہ کفارہ اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور اس گناہ کا ازالہ ضروری ہو۔

وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے:

(1) اگر کوئی شخص کلی کرتے ہوئے نادانستہ طور پر پانی نگل لے (2) کسی کو اچانک قے آ جائے اور وہ یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے، کھانے پینے لگے۔ (3) اگر دانتوں سے خون نکلا اور وہ لعاب سے زیادہ مقدار میں حلق سے نیچے اتر گیا (4) کسی نے بھول کر کچھ کھا لیا اور پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ چکا ہے جان بوجھ کر کھا پی لیا (5) اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے کھا لیا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ ابھی فجر کا وقت نہیں ہوا، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وقت داخل ہو چکا تھا (6) کسی نے بادلوں کی وجہ سے سورج غروب ہونے کا غلط اندازہ لگا کر روزہ کھول لیا اور بعد میں پتا چلا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ تو ان سب صورتوں میں بھی قضا لازم ہو گی۔

وہ صورتیں جن میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں:

اگر کوئی شخص رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دے، خواہ کھانے پینے کی صورت میں ہو یا ازدواجی تعلقات قائم کر کے، تو اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔
اسی طرح، اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں جان بوجھ کر سگریٹ نوشی کرے، تو اس پر بھی کفارہ واجب ہوگا۔

کفارہ کیسے ادا کیا جائے؟

کفارہ ادا کرنے کے لیے 60 دن مسلسل روزے رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص مسلسل روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھے، تو پھر اسے 60 مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ اس کے دو طریقے ہیں: یا تو ہر مسکین کو صدقۃ الفطر کے برابر رقم یا کھانے کا سامان دیا جائے، یا ہر مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے۔

— ڈاکٹر شبیر احمد

بیس رکعات تراویح پر امت کا اجماع

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنی تمام رحمتوں، برکتوں اور روحانی لطافتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے، دلوں میں عبادت کا شوق انگڑائیاں لیتا ہے، روح کی پاکیزگی کی تمنا جاگ اٹھتی ہے، اور تقویٰ کی جستجو ہر لمحہ نفس کو سنوارنے لگتی ہے۔ مگر افسوس! ہر سال غیر ضروری مباحثے اور بے مقصد اختلافات اس مقدس مہینے کی نورانیت کو دھندلا کر دیتے ہیں۔

چاند کے نمودار ہوتے ہی اختلافات کی آندھی سکون کی فضا کو مکدر کر دیتی ہے۔ ایک گروہ ایک جانب، دوسرا کسی اور سمت، اور یوں وحدتِ امت کا خواب آغازِ رمضان ہی سے بکھرتا محسوس ہوتا ہے۔ یہ شورابھی تھمتا نہیں کہ تراویح کی رکعات پر بحث و تکرار کی نئی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل اس کشمکش میں الجھ جاتی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ اساتذہ کچھ کہتے ہیں، آن لائن ذرائع کچھ اور مسالک کی آرا مختلف، اور نتیجہ وہی ذہنی انتشار اور بے یقینی۔ پھر جیسے ہی رمضان اپنی آخری گھڑیاں گننے لگتا ہے، عید کی تاریخ پر ایک اور ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے، اور یوں عبادات کی لذت، ذکر و اذکار کی تاثیر اور روحانی بالیدگی کا اصل مقصد پسِ پشت چلا جاتا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کی حقیقی برکتوں سے بہرہ مند ہوں تو ضروری ہے کہ اختلافات کے بھنور سے نکل کر قرآن، سنت اور سلف صالحین کے طرزِ عمل کو حرزِ جان بنایا جائے۔ یہ مہینہ اتحاد اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بنے، نہ کہ تفرقے اور بے مقصد نزاع کا میدان۔ عبادات کو بحث و تکرار کی نذر نہ ہونے دیں بلکہ اسے اپنی روح کی روشنی، دل کی طہارت اور اللہ کی قربت کا ذریعہ بنائیں۔

تراویح رمضان المبارک کی وہ روح پرور عبادت ہے جو عشاء کی فرض نماز کے بعد اور وتر سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔ یہ صرف ایک نماز نہیں بلکہ بندۂ مومن کے لیے رحمتوں کی بارش، روح کی تسکین اور قربِ الٰہی کا حسین ذریعہ ہے۔

حافظ ابن حجرؒ اپنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

تراویح کا نام عربی لفظ 'ترویحہ' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی آرام و سکون کے ہیں، جیسے 'تسلیمہ' کا تعلق 'سلامہ' سے ہے۔ رمضان کی راتوں میں جماعت کے ساتھ ادا کی جانے والی اس نماز کو تراویح اس لیے کہا جاتا ہے کہ ابتداء میں جب لوگ اس نماز میں شریک ہوئے تو ہر دو سلام (یعنی ہر چار رکعات) کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور یہی وقفہ اس کا ایک مستقل وصف بن گیا۔

یہی وجہ ہے کہ تراویح محض ایک عبادت نہیں بلکہ صدیوں سے اہلِ ایمان کے دلوں میں روحانی سرشاری پیدا کرنے والی ایک مبارک روایت ہے جو رمضان کی راتوں کو نور اور برکت سے بھر دیتی ہے۔

جہاں تک تراویح کی رکعات کی تعداد کا تعلق ہے تو فقہ کی معتبر کتب اور امت کے متفقہ تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیس رکعات ہی وہ عدد ہے جس پر چودہ صدیاں گواہ ہیں۔ یہ وہ روشن روایت ہے جو نسل در نسل، سلف صالحین کے طریقے اور اجماعِ امت کے نور میں چمکتی آئی ہے۔

فقہ حنفی کے اجلہ ائمہ، جیسے امام سرخسیؒ، امام کاسانیؒ اور امام مرغینانیؒ، بیس رکعات کو ہی سنتِ متواترہ قرار دیتے ہیں۔ فقہ مالکی میں امام ابن رشدؒ بیان کرتے ہیں کہ بیس رکعات ہی پر اجماع ہے، اگرچہ امام مالکؒ سے ایک روایت چھتیس رکعات کی بھی منقول ہے۔ فقہ شافعی میں خود امام شافعیؒ اور امام نوویؒ نے اسی تعداد کو اختیار کیا، اور فقہ حنبلی کے جلیل القدر فقہاء، جیسے امام ابن قدامہؒ اور بہاء الدین مقدسیؒ نے بھی اسی موقف کی تائید کی۔

امام ترمذیؒ مزید وضاحت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے عہد سے لے کر آج تک جمہور علماء کا اتفاق بیس رکعات پر رہا ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جس کے سائے میں رمضان کی راتیں جگمگاتی ہیں، جس کے سجدوں میں امت کے قلوب جھکتے ہیں، اور جس کے ذریعے اہلِ ایمان ربّ العالمین کی قربت حاصل کرتے ہیں۔

چاروں فقہی مکاتب — حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی — کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ تراویح کی بیس رکعات وہ روشن روایت ہے جو عہدِ فاروقی سے آج تک امت کا عملی تسلسل رہی ہے۔ یہ محض ایک عدد نہیں، بلکہ اجتماعیت، روحانی لطافت اور عبادت کے ذوق کا مظہر ہے، جس پر صحابہ کرامؓ نے اجماع فرمایا اور جسے امت نے ہمیشہ اپنے سینوں سے لگائے رکھا۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے جب اس عبادت کو جماعت کی صورت میں مرتب کیا تو امت نے اسے سراپا رحمت جانا اور اس کی برکتوں کو اپنے سینوں میں سمیٹ لیا۔ ان کے اس فیصلے کو دیکھ کر سیدنا علیؓ نے رشک و عقیدت سے فرمایا:

عن أبي إسحاق الهمداني قال: خرج علي بن أبي طالب - في أول ليلة من شهر رمضان فسمع القراءة في المساجد، ورأى القناديل تزهو في المساجد، فقال: نور الله لعمر بن الخطاب - في قبره كما نور مساجد الله بالقرآن.

حضرت علی بن ابی طالبؓ رمضان کی پہلی رات نکلے اور مساجد میں قرآن کی تلاوت اور قندیلوں کی روشنی دیکھی، تو فرمایا: 'اللہ حضرت عمر بن خطابؓ کی قبر کو منور فرمائے، جیسے انہوں نے اللہ کی مساجد کو قرآن سے منور کیا۔ (الترغیب والترھیب، الاصبہانی: 2/368)

رمضان عبادت، خشوع اور روح کی پاکیزگی کا مہینہ ہے، نہ کہ اختلاف اور نزاع میں الجھنے کا۔ عبادات میں بعض جزوی اختلافات سنت کے دائرے میں آتے ہیں، یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے کہ انہیں اس قدر بڑھا دیں کہ امت میں تفرقہ پیدا ہو۔ یہ مہینہ خود کو غیر ضروری مباحث سے نکال کر بندگی کی روشنی میں ڈھالنے کا ہے، اخلاص کے چراغ جلانے کا ہے، اور قربِ الٰہی کی لذت سے آشنا ہونے کا ہے۔ اگر ہم اس مقدس مہینے کو بحث و تکرار میں گنوا دیں، تو اس کی حقیقی برکات ہم سے روٹھ جائیں گی۔ ہمیں وسعتِ قلبی، حلم اور بردباری کو اپنانا ہوگا، باہمی محبت اور احترام کے ساتھ عبادات میں محو ہونا ہوگا، تاکہ رمضان کا ہر لمحہ ہمیں اللہ کے مزید قریب لے جائے اور ہم اس کے فیض و نور سے سیراب ہو سکیں۔

حوالہ جات: 1. العدۃ فی شرح العمدۃ — بہاء الدین المقدسی، 2. روضۃ الطالبین — امام النووی، 3. کتاب الأم — امام الشافعی، 4. المبسوط — امام السرخسی، 5. بدائع الصنائع — الکاسانی، 6. فتح الباری — ابن حجر العسقلانی

صدقہ ایک ڈھال ہے

- مولانا اِکرام احمد

عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کے عہد میں وزیر ابن الفرات نے ایک کاتب کو بلا کر نہایت حیران کن انکشاف کیا۔ وہ برسوں سے اس کی گرفتاری اور مال و دولت ضبط کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر ایک عجیب خواب بار بار اس کے عزائم کی راہ میں حائل ہو جاتا۔ وہ خواب میں دیکھتا کہ سپاہیوں کا ایک دستہ کاتب پر تیروں کی بارش برسا رہا ہے، تلواریں سونت کر اس پر ٹوٹ پڑتا ہے، مگر حیرت انگیز طور پر ہر حملہ بے اثر ہو جاتا۔ کاتب کے ہاتھ میں بس ایک سادہ سی روٹی ہوتی، اور وہ اسی سے ہر وار کو روک لیتا۔ وزیر کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آخر یہ روٹی کون سی قوت رکھتی ہے جو تلواروں کی دھار اور تیروں کی تیزی کو مات دے رہی ہے، جیسے کوئی غیبی دست شفقت اسے محفوظ رکھے ہوئے ہو۔

ابن الفرات یہ ماجرا سن کر ششدر رہ گیا۔ حیرت اور تجسس کے عالم میں اس نے کاتب سے پوچھا: یہ روٹی میں آخر کیا راز ہے؟ کون سی قوت ہے جو اسے تیروں اور تلواروں سے بھی زیادہ مضبوط ڈھال بنا چکی ہے؟

کاتب نے مسکرا کر جواب دیا: یہ محض ایک روٹی نہیں، یہ میری ماں کی دی گئی دعا کی سوغات ہے۔ بچپن سے میری ماں ہر رات میرے تکیے کے پاس ایک روٹی رکھتی اور صبح ہوتے ہی اسے صدقہ کر دیتی۔ ماں تو دنیا سے رخصت ہو گئی، مگر میں نے اس کی یہ عادت نہیں چھوڑی۔ آج بھی ہر شب ایک روٹی رکھتا ہوں اور فجر کے بعد کسی ضرورت مند کے ہاتھ میں دے دیتا ہوں۔ شاید یہی صدقہ میرے لیے ایک نہ نظر آنے والی سپر بن چکا ہے، جو ہر بلا کو ٹال دیتا ہے اور ہر مصیبت کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر ابن الفرات ششدر رہ گیا اور بے اختیار پکار اٹھا، "اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ اب تو میں تمہارے لیے خیر کا خواہاں ہوں اور تمہارے لیے دل میں محبت محسوس کرتا ہوں۔

سبق:

صدقہ کی تاثیر اور برکت کو کبھی بھی معمولی نہ جانا جائے، کہ یہ محض چند سکوں یا کھانے کے چند لقموں کا لین دین نہیں، بلکہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ ایسی ڈھال ہے جو نظر نہ آتے ہوئے بھی مصیبتوں کا راستہ روک دیتی ہے، ایسی روشنی ہے جو اندھیروں میں بھی خیر کے راستے روشن کر دیتی ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ روزانہ صدقہ دینے کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے، چاہے وہ محض ایک پھل کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، کہ کسی بھی نیکی کو چھوٹا سمجھنا درحقیقت اس کی قدر و قیمت سے ناواقف ہونے کے مترادف ہے۔ جو کچھ بھی خلوص سے دیا جائے، وہ نہ صرف اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پاتا ہے، بلکہ دنیا و آخرت میں خیر و برکت کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔